OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
http://www.arjish.com

Important Principles of Social Reform in the Light of the Sermons of Hazrat Umar Bin Khatab (RA): A Research Study

خطبات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اخذ شدہ احکام: ایک تحقیقی مطالعہ

Dr Kalsoom Paracha
Professor Chairperson Department of Islamic Studies.
The Women University Multan

Afshan Noreen
Visiting Lecturer , PhD Scholar.
The Women University Multan
afshan.noreen001@gmail.com

Received on: 25-01-2026 Accepted on: 24-02-2026

Abstract:
This article titles as "**خطبات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اخذ شدہ احکام: ایک تحقیقی مطالعہ**" examines pivotal legal and socio-moral rulings delivered by Caliph Umar ibn al-Khattab, analyzing their Quranic foundations and Prophetic traditions. It explores the prohibition of usury (**ربا**), temporary marriage (**متعہ**), prohibition of silk for men, regulations on female slaves, commercial ethics, ruler accountability, dower (**مہر**) moderation, penal laws (**رجم**), and inheritance of kalalah. The research highlights Farooq's judicial acumen in establishing public interest, social order, and legal governance.

Keywords: Sermons of Caliph Umar (RA), Islamic Jurisprudence, Prohibition of Riba, Prohibition of Mut'ah, Ban on Silk for Men, Regulations on Female Slaves, Commercial Ethics, Accountability of Rulers, Moderation of Dower, Hadd of Rajm, Law of Inheritance (Kalalah), Legal Governance.

خطبہ: "سود کی حرمت"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ہمیں خطبہ دیاجس میں ارشاد فرمایا: **«إِنِّي لَعَلِّي أَنْ أَكُونَ أَنْهَاكُمْ عَنْ أَشْيَاءَ تَصْلُحُكُمْ، وَآمُرَكُمْ بِأَشْيَاءَ لاَ تَصْلُحُكُمْ، وَإِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ آيَةُ الرِّبَا، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ يُبَيِّنْهَا لَنَا، فَدَعُوا مَا يَرِيبُكُمْ إِلَى مَا لاَ يَرِيبُكُمْ.»** "ہو سکتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دیتا ہوں جن میں آپ لوگوں کا فائدہ ہوا اور ایسی چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جن میں آپ لوگوں کا فائدہ نہ ہو۔ قرآن مجید میں سب سے آخر میں سود کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے بھی سود کی اس آیت کی (بنیادی باتوں) کو بیان فرمایا تھا کہ آپؐ کے وصال کے ہو گئی (کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس سے زیادہ اہم کاموں میں مشغول تھے)، اس لیے جس صورت میں تمہیں سود کا کچھ کھٹکا ہو، اسے چھوڑ دیا کرو اور جس میں کوئی شبہہ نہ ہو وہ اختیار کر لیا کرو۔"[i]

مفتی محمد شفیع ، معارف القرآن میں رقمطراز ہیں کہ **"سود کی حرمت سے متعلق آیات نازل ہونے کے کچھ ہی عرصے بعد رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہو گئی، اس لیے صحابہ کرامؓ نے احتیاط کا دامن تھاما"**۔[ii] شارحین کے مطابق، ایسے معاملات جہاں سود کا ہلکا سا شبہہ یا تذبذب بھی پیدا ہو، ان سے کلی طور پر اجتناب کرنا ہی تدین اور تقویٰ کا اصل مقتضا ہے"

قرآن مجید میں سود کی حرمت: قرآن مجید میں سود چار مراحل میں تدریجی طور پر حرام کیا گیا۔

ابتدائی حکم: "وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ"(iii) "تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا ، اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنے (اور خوشنودی کے لئے) دو تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دوچند کرنیوالے ہیں"

ناپسندیدہ عمل: "وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا"(iv) "اور سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث اور ان میں جو کفار ہیں ہم ان کیلئے المناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔"

سود کی سخت مذمت: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"(v) " اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ،اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے۔"

قطعی حرمت کا اعلان: سورۃ البقرۃ میں سود کی حرمت کا قطعی اعلان کیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ **"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۗ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ"**(vi) " سود خور نہ کھڑے ہونگے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا، اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔ "
اللہ کا مزید واضح ارشاد ہے کہ **"يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ"**(vii) " اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گناہگار سے محبت نہیں کرتا۔ " اور اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ **"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ"**(viii) " بیشک جو لوگ ایمان کے ساتھ (سنت کے مطابق) نیک کام کرتے ہیں نمازوں کو قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب تعالیٰ کے پاس ہے ان پر نہ تو کوئی خوف ہے، نہ اداسی اور غم "۔ اور مزید ارشاد فرمایا **" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ"**(ix) " اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو ۔ "

یہ وہ آیات ہیں جنہیں **"آیات ربا"** کہا جاتا ہے جن کے مطابق سود کو قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا اور یہ سورۃ البقرۃ میں سب سے آخر میں بلکہ آپﷺ کے وصال کے صرف چار ماہ بیشتر نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: **"إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنْ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا "**(x) "تو پہلے مفصل کی ایک سورت، اتری (**اقرا باسم ربک**) جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے ۔ جب لوگو ں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہوگیا (اعتقاد پختہ ہوگئے) اس کے بعد حلال وحرام کے احکام اترے، اگر کہیں شروع شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے ۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے "

سود کی حُرمت کی بابت رسول اللہﷺ نے فرمایا: **"عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ»، وَقَالَ: «هُمْ سَوَاءٌ»"**(xi) " حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: (گناہ میں) یہ سب برابر ہیں۔"

دورِ فاروقی کا ایک واقعہ: زمانہ جاہلیت میں عرب میں سودی لین دین عام تھا مکہ کے بنو مغیرہ کا قبیلہ بڑے تاجر اور مالدار لوگوں پر مشتمل تھا، جو قرض پر سود لیا کرتے تھے۔ ان کے سودی معاملات کا تعلق طائف کے مشہور قبیلے بنو ثقیف سے بھی تھا ۔ جب رسول اللہﷺ ہر سود کی حرمت کی آیات نازل ہوئیں تو سب سودی مطالبات ختم کر دئیے گئے۔ لیکن رسول اللہﷺ کے وصال کے بعد، دور فاروقی میں بنو مغیرہ نے دوبارہ بنو ثقیف اور دیگر لوگوں سے پُرانا سود طلب کرنا شروع کر دیا۔ جب اس معاملہ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپﷺ نے سختی سے اعلان فرمایا: **"إِنَّمَا الجَاهْلِيَةِ تَحْتَ قَدَمِيْ، وَ الرِبَا مَوْضُوْعٌ كُلَّهُ"**(xii) "جاہلیت میرے قدموں تلے روند دی گئی ہے اور ہر قسم کا سود ختم کر دیا گیا ہے" اس اعلان کے بعد بیو مغیرہ کو پُرانے قرضوں پر سود لینے سے روک دیا گیا اور ان کا ہر مطالبہ باطل قرار دے دیا گیا۔

مردوں پر ریشمی لباس کی حرمت

"عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ، خَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، إِلَّا مَا كَانَ هَكَذَا، وَقَرَنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَهُمَا إِلَى أُذُنَيْهِ"[xiii] "سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے دیکھا، آپ کے اللہ کی حمدوثنا بیان کی، پھر فرمایا کہ رسول اللہﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا سوائے اتنے حصے کے (اشارہ کیا) اور آپ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملایا اور انہیں کان تک اُٹھا دیا (یعنی صرف دو انگلیوں یا چارانگلیوں کے برابر کی گنجائش ہے)۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس خطبے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مردوں کے لیے خالص ریشم کا استعمال شرعاً حرام ہے۔ فقہاء اور شارحینِ حدیث اس روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ کپڑے کے بارڈر، پٹی یا پیوند کے طور پر دو سے چار انگلیوں کے برابر ریشم لگانے کی اجازت ہے، لیکن اس سے زائد پورا لباس ریشم کا پہننا مردوں کے لیے جائز نہیں۔[xiv]

اسلام نے مردوں پر ریشمی لباس اس دنیا میں حرام قرار دینا ہے کیونکہ شریعت کا مقصود مرد اور عورت کے لباس میں فرق واضح کرنا ہے لیکن آخرت میں ایمان والے مردوں کو بطور انعام عطا کیا جائے گا ۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی تعالیٰ ہے: **"إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ "**[xv] "بے شک ایمان والوں اور نیک کام والوں کو اللہ تعالیٰ ان جنتوں میں لے جائے گا جن کے درختوں تلے سے نہریں لہریں بہہ رہی ہیں، جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی۔ وہاں ان کا لباس خالص ریشم کا ہوگا۔" اسی طرح اک اور جگہ ارشاد ربانی ہے کہ **"يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ"**[xvi] **"باریک اور ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔"** سورۃ الکھف میں ارشاد ہے کہ **"وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ"**[xvii] **" اور سبز رنگ کے نرم اور باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے ۔"**

حدیث نبویﷺ ہے کہ **"سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ: أَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ شَدِيدًا: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الآخِرَةِ"**[xviii] "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، شعبہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے پوچھا کیا یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ؟ عبدالعزیز نے بیان کیا کہ قطعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ جومرد ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہیں پہن سکے گا۔"

استثناء (مرد کب ریشم پہن سکتے ہیں): حدیث مبارکہ ہے کہ "عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:**"رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي لُبْسِ الحَرِيرِ، لِحِكَّةٍ بِهِمَا"**[xix] "حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کو، کیونکہ انہیں خارش ہوگئی تھی، ریشم پہننے کی اجازت دی تھی ۔"

مغرب کی اندھی تقلید:

آج کے دور میں مرد ریشمی لباس کو فیشن اور امامت کی علامت سمجھتے ہیں۔ برانڈز کی اندھی تقلید نے ان کے دماغ: اس قدر ماؤف کر دئیے ہیں کہ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اسلام میں ریشمی لباس مردوں پر حرام ہے۔ اس بابت ارشادِ رسولِ کریمﷺ ہے کہ **"عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرِيرًا بِشِمَالِهِ وَذَهَبًا بِيَمِينِهِ ثُمَّ رَفَعَ بِهِمَا يَدَيْهِ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي حِلٌّ لِإِنَاثِهِمْ"**[xx]" حضرت علی‌ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا : رسول اللہ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں ریشم اور دائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے فرمایا : یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں ۔"

ریشمی لباس تکبر، شان و شوکت اور دنیا پرستی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہﷺ اور ان کے اصحاب نے سختی سے ایسے لباس سے اجتناب کیا۔ **"عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا لِلنَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ"**[xxi] "حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے دروازے کے قریب (بازار میں) ایک ریشمی حُلَه (ایک جیسی ریشمی چادروں کا جوڑا بکتے ہوئے) دیکھا ۔انہوں نے کہا : کے رسول اللہﷺ نے!کتنا اچھا ہو اگر آپ یہ حلہ خریدلیں اور جمعہ کے دن لوگوں کے سامنے (خطبہ دینے کے لیے) اور جب کوئی وفد آپ کے پاس آئے تو اسے زیب تن فرمائیں

! رسول اللہﷺ نے فرمایا:"اس کو (دنیا میں) صرف وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۔"

حرمتِ متعہ

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَا: **«لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللَّهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يُحْصِنُ ثُمَّ يُتَمَتَّعُ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا»"** حضرت محمد مصطفیﷺ نے متعہ کو حرام قرار دیا تھا۔ حضرت ابن عمررضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جب عمررضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں لوگوں سے خطاب کیا۔ جس میں ارشاد فرمایا : **"حضرت محمد مصطفیﷺ نے ہمیں متعہ کی تین دن کے لئے اجازت دی تھی پھر اس کے بعد آپﷺ نے ہمیشہ کے لئے متعہ کو حرام فرما دیا تھا۔ (متعہ یہ ہے آدمی ایک مقررہ وقت تک کے لیے شادی کرنے ۔ خیبر سے پہلے متعہ والا نکاح حلال تھا۔ خیبر کے بعد حضوراکرمﷺ نے اسے حرام قرار دے دیا تھا، پھر فتح مکہ کے موقع پر حضورﷺ نے صحابہ کو متعہ کی اجازت دی تھی پھر تین سے دن کے بعد اسے ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا تھا۔ اللہ کی قسم! اب مجھے جس کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس نے نکاح متعہ کیا ہے تو میں اسے سنگسار کروں گا یا وہ میرے پاس چار ایسے گواہ لے کر آئے جو اس بات کو گواہی دیں کہ رسول اللہﷺ نے متعہ کو حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔ اور جو غیر شادی شدہ آدمی مجھے ایسا ملا جو متعہ والا نکاح کرے تو میں اُسے سو کوڑے ماروں گا یا وہ میرے پاس اپنے چار گواہ لے کر آئے جو اس بات کی گواہی دیں کہ رسول اللہﷺ نے متعہ کو حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔ "**[(xxii)]

" **متعہ** " عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنی فائدہ اٹھانا، لطف، لذت، سامان تفریح یا عیش و آرام کے ہیں۔ یہ لفظ "تمتع" سے نکلا ہے، جس کا مطلب کسی چیز سے فائدہ اٹھانا یا مزہ لینا ہے۔ اردو میں اس کے لیے عام طور پر 'فائدہ اٹھانے' یا 'لطف لینے' کا مفہوم استعمال ہوتا ہے۔ **"الْمُتْعَةُ: مَا يُتَمَتَّعُ بِهِ مِنَ النَّفْعِ وَاللَّذَّةِ** [(xxiii)] متعہ: وہ چیز جس سے نفع اور لذت حاصل کی جاتی ہے۔

اسلامی فقہ میں متعہ کو عارضی نکاح کہا جاتا ہے جس میں مرد و عورت ایک مقررہ مدّت اور طے شدہ مہر کے ساتھ شادی کریں۔ اہل سنت کے نزدیک رسول اللہﷺ نے اسے مکمل حرام قرار دے دیا تھا جبکہ اہل تشیع کے نزدیک اب بھی جائز ہے۔[(xxiv)]

متعہ کے متعلق قرآن میں کوئی واضح میں آیت نہیں مگر جمہور اہل سنت درج ذیل آیات کو بطور دلیل لکھتے ہیں کہ ابتدا میں متعہ کی اجازت تھی جو کہ بعد میں ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دی گئی ۔ **"فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا"**[(xxv)] ترجمہ: "پس جن سے تم فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو، اور مہر مقرر ہونے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کرلو تم پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔"

تفسیر طبریؒ میں "استمتاع" سے مراد کسی عورت سے وقتی تعلق قائم کرنا مراد لیتےہیں۔صحابہ کرام اس آیت کو عارضی نکاح کے طور پر لیتے تھے بشرطیکہ مہر ادا کیا جائے۔ مفسر کے مطابق "مہر طے ہو جائے تو اضافی مدت یا دیگر شرائط طے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (یعنی ابتدائی دور میں فریقین کا عارضی مدت طے کرنا جائز تھا)۔ بعد میں رسول اللہﷺ نے اس کو مکمل حرام قرار دے دیا "۔[(xxvi)]

متعہ کی تدریجی حُرمت: متعہ (عارضی نکاح) کا اذن ابتداء میں حالات کے پیش نظر دیا گیا تھا مگر بعد ازاں رسول اللہﷺ نے اسے مکمل طور پر حرام قرار دے دیا تھا۔

ابتدائی اجازت: "عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ فِيْ سَفْرِهِمْ وَ غَزَوَاتِهِمْ إِذْنَ بِهَا رَسُوْلَ اللهِﷺ لِأَصْحَابِهِ فِيْ أَوْقَاتِ مُعَيِّنَةٍ" "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے مسلمانوں کو بعض مواقع پر سفر یا غزوات کے دوران متعہ کرنے کی اجازت دی"[(xxvii)]

غزوہ خیبر کے موقع پر حکم: "عَنْ أَبِي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَتَعَاطَى الْمُتْعَةَ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللهِﷺ، وَذَلِكَ فِيْ غَزَوَةِ خَيْبَرِ"[(xxviii)] "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہﷺ کے زمانے میں متعہ کیا کرتے تھے اور یہ خاص طور پر غزوہ خیبر کا وقت تھا۔"

قطعی حکم: "عَنْ عَلِي ابنِ أَبِيْ طَالِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ تَحَلَّ لِلْنَّاسِ فِيْ أَوْقَاتِ مُعَيِّنَةِ فَحَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللهِﷺ بَعْدَ فَتْحَ مَكَّةَ"[(xxix)] "حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے پہلے متعہ کی اجازت دی تھی البتہ فتح مکہ کے بعد اسے حرام کر دیا۔" اور اسی طرح ارشاد ہے کہ **"عَنْ ابنِ عَبَّاس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَي رَسُوْلُ اللهِﷺ عَنْ النِّكَاحِ الْمُتْعَةِ بَعْدَ فَتْحَ مَكَّةِ وَ اَنَهَى مَنْ يَعْمَل بِهَا فَهُوَ مُخْطَى"**[(xxx)] "حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ فتح مکہ کے بعد متعہ نکاح سے منع کر دیا اور فرمایا کہ اس پر عمل کرنیوالا گناہ گار رہے گا۔"

الغرض متعہ ایک عارضی یا وقتی نکاح کو کہتے ہیں جس کی مدت اور مہر پہلے طے کی جاتی ہے اہل سنت کے نزدیک اسے مکمل طور پر حرام قرار دیا جا چکا ہے کیونکہ نکاح کا مقصد صرف عارضی تعلق نہیں بلکہ محبت، احترام اور معاشرتی استحکام ہے۔جبکہ متعہ کا عمل اس مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ لیکن اہل تشیع اس نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں بشرطیکہ یہ نکاح کچھ شرائط پر پورا اترتا ہو۔

باندیوں کے احکام

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: **«يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَفَاءَ عَلَيْكُمْ مِنْ أَوْلَادِ الْأَعَاجِمِ مَا لَمْ يُفِئْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلَى أَبِي بَكْرٍ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ قَدْ أَلِفُوهُنَّ، فَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْجَمِيَّةٍ وَلَدَتْ مِنْكُمْ وَلَدًا فَلَا تَبِيعُوهَا؛ فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ رُبَّمَا وَطِئَ الرَّجُلُ مَحْرَمَهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ»"** حضرت عبد اللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطاب فرماتے ہوئے سنا: "اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو عجمی ملکوں میں سے ان عورتوں اور بچوں کو مال غنیمت میں (باندی اور غلام بنا کر) اتنے دیئے ہیں کہ نہ تو اتنے حضور ﷺ کو دیئے تھے اور نہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو۔ اور مجھے پتہ چلا ہے کہ بہت سے مرد ان عورتوں سے محبت کرتے ہیں (کیونکہ یہ باندیاں ہیں اور باندیوں سے صحبت کرنا مالک کے لئے جائز ہے)۔ اب جس عجمی باندی سے تمہارا بچہ پیدا ہو جائے تو تم اسے نہ بیچنا، کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی کو پتہ بھی نہ چلے اور وہ اپنی کسی محرم عورت سے محبت کرے (ہو سکتا ہے کہ آدمی باندی کو بیچ دے اور باندی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ اسی آدمی کا بیٹا تھا، وہ اسی کے پاس رہ گیا۔ بعد میں اس لڑکے نے اسی باندی کو خرید لیا اور اسے پتہ نہیں ہے کہ یہ اس کی ماں ہے)۔" (xxxi)

- **"أَمَةٌ خِلَافُ الْحُرَّةِ، وَ هِيَ الْمَمْلُوكَةُ"**(xxxii) "باندی" آزاد عورت کے مقابلے میں ہوتی ہے یعنی وہ عورت جو کسی کی ملکیت میں ہو۔
- **"الأَمَةُ هِيَ الْمَرْأَةُ الْمَمْلُوكَةُ الَّتِي تَكُونُ تَحْتَ مِلْكِ الرَّجُلِ"** "باندی وہ عورت ہے جو کسی مرد کی ملکیت میں ہو۔"(xxxiii)
- **" مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ "سے مراد کون؟** باندی وہ عورت تھی جو غلامی نظام کے تحت کسی کے قبضے میں ہوتی تھی۔ قرآن نے اسے **"مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ"** کہا ہے
- **"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ"**(xxxiv) ترجمہ: " لیکن اگر تمہیں برابری نہ کرسکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا وہ جو تمہاری ملکیت کی لونڈی (باندی)۔"
- **"وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ"**(xxxv) ترجمہ: " اور حرام کی گئی شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آ جائیں ۔"
- **""فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ""**(xxxvi) ترجمہ: " اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت و طاقت نہ ہو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو اپنا نکاح کرلو۔"
- **" وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ"**(xxxvii) ترجمہ: " بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔"
- **" وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ"**(xxxviii) ترجمہ: " اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تجھے دی ہیں۔"
- **"وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ"**(xxxix) ترجمہ: " تمہارے غلاموں میں سے جو کوئی کچھ تمہیں دے کر آزادی کی تحریر کرانی چاہے۔"
- **"وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"**(xl) ترجمہ: " اور تم میں جو مرد بغیر بیوی کے اور جو عورتیں بغیر شوہر کے ہوں ان کی شادی کردو، اور اپنے نیک ایماندار غلاموں اور لونڈیوں کی بھی شادی کردو، اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں مالدار بنا دے گا، اور اللہ بڑی کشادگی والا، خوب جاننے والا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں باندیوں کے حقوق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندیوں کے ساتھ بہترین حُسن سلوک ، عدل کا عملی نمونہ پیش فرمایا ۔ ذیل میں آپﷺ کے ارشادات قلم بند کئے گئے ہیں۔ ارشاد ہے کہ **"اتقوا الله في النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ** "[xli] ترجمہ: " عورتوں کے ساتھ حسن سلوک میں خدا سے ڈرو، وہ جو تمہاری ملکیت کی لونڈی (باندی)۔" اور ارشاد ہے کہ **"ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ** "[xlii] ترجمہ: " اس کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دُہرا ثواب ملتا ہے۔" اور ارشاد ہے کہ **"وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ** قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا **ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ**"[xliii] ترجمہ: " **سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،** انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین آدمیوں کے لیے دوگنا ثواب ہے: اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا، وہ غلام جو کسی کی ملکیت میں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرتا ہو اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرتا ہو، وہ شخص کہ اس کے پاس باندی (لونڈی) ہے جس سے ہم بستری کرتا رہا اور اسے ادب بھی سکھاتا رہا اور اچھا ادب سکھایا اور تعلیم دی اور اچھی تعلیم دی **پھر اسی باندی کو آزاد کر کے اس سے اپنا نکاح کر لیا تو اس کے لیے دو ثواب ہیں۔**"

"مَن ضَرَبَ مَملوكَه حدًّا لَم يأتِه ، أو لَطَمَ وجهَه ، فكفَّارتُه أن يُعتِقَه"[xliv] **"عن أبي عُمَرَ، قال: رَسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يقولُ: مَن لَطَمَ مَملوكَه أو ضَرَبَه، فكَفَّارَتُه أن يُعتِقَه**"[xlv] " حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا یا مارا تو اس کا کفارہ اسے آزاد کرنا ہے۔"

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْ النَّارِ"[xlvi] ترجمہ: " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک ٹکڑے کے بدلے آزاد کرنیوالے کا ایک ایک ٹکڑا جہنم سے آزاد کرے گا۔ "

اسلام نے باندیوں کے نظام میں کیا اصلاحات کیں؟

اسلام نے اس نظام کو یکدم ختم نہیں کیا بلکہ بتدریج اس کی اصلاح کی۔ حقوق دینا، حسن سلوک کا حکم دیا۔ آزادی (عتق) کو بہت بڑی نیکی کا عمل قرار دیا۔ ارشاد ربانی تعالیٰ ہے کہ **"فَكُّ رَقَبَةٍ**"[xlvii] " کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا۔" اللہ تعالیٰ نے غلام اور لونڈی کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی قرار دی۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ **"فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا"،** " تم ایسی تحریر انہیں کردیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو۔" مزید ارشاد ہے کہ **"وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ**"[xlviii] ترجمہ: " انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو۔"

باندیوں سے نکاح کی ترغیب بھی قرآن کریم میں ملتی ہے **"وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم**"[xlix] ترجمہ: " اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت و طاقت نہ ہو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو اپنا نکاح کرلو ۔" رسول اللہﷺ کی بہت سی احادیث میں لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔ **"عن أبي ذر رضى الله عنه: قَالَ لِي النَّبِيُّﷺ «أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ»، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ**"[l] حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا، تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگر چہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے ۔

تجارتِ حیوانات میں رہنمائی

قَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: **"إِذَا اشْتَرَيْتُمْ بَعِيرًا فَاشْتَرُوهُ طَوِيلًا جَسِيمًا، وَاضْرِبُوهُ بِعَصَاكُمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُ حَدِيدَ الْفُؤَادِ فَاشْتَرُوهُ**"[li] حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: **"جب تم کوئی اونٹ خریدنا چاہو تو لمبا اور بڑا اونٹ دیکھو اور اسے اپنی لاٹھی مارو، اگر تم اسے چوکنے (اور تیز) دل والا پاؤ تو اسے خرید لو۔"**

مادہ (حروفِ اصلی): **(ش ر ي)** اور ثلاثی مزید فیہ، بابِ اِفْتِعَال **(اِشْتَرَى، يَشْتَرِي، اِشْتِرَاءً)** سے صیغہ: واحد مذکر غائب (فعلِ ماضی معروف) ہے

"اشْتَرَى" کے "معانی خریدنا، مول لینا، اور ایک چیز کے عوض دوسری چیز حاصل کرنا ہیں"[lii]شرعی اور فقہی اصطلاح میں **"اشْتِرَاء" (خریداری)** سے مراد عقدِ بیع کا وہ فریق یا عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنا مال (تمن/قیمت) دے کر کسی دوسرے کی ملکیت میں موجود مبیع (سامان یا جانور) کی ملکیت کو اپنے لیے حاصل کرتا ہے۔

- **بداية المجتهد:** فقہی اصطلاح میں شراء (خریداری) سے مراد عقدِ مبادلہ کا وہ ایجاب و قبول ہے جس کے

تحت خریدار مقررہ قیمت کے عوض مبیع (خریدے جانے والے مال) کا شرعی مالک بن جاتا ہے اور ملکیت کی نقل و منتقل قانونی طور پر نافذ ہو جاتی ہے۔[liiii]

- **معارف القرآن:** اصطلاحِ شریعت اور قرآنی تعبیرات میں **"شراء "** اور **"اشتراء"** کا لفظ مال کے بدلے مال یا سامان کے تبادلے پر بولا جاتا ہے، اور معنوی اعتبار سے کسی فانی چیز (مثلاً دنیا) کو دے کر باقی رہنے والی چیز (مثلاً آخرت) حاصل کرنے کو بھی مستعاراً اشتراء کہا جاتا ہے"[liv]۔
- **فقه السنة:** علمِ فقہ میں خرید و فروخت کے ابواب کے اندر "اشتراء" سے مراد خریدار (مشتری) کا رضامندی کے ساتھ اپنے مال کا تبادلہ دوسرے کے مال یا سامان سے اس طرح کرنا ہے جس سے شرعی احکامِ ملکیت ثابت ہوں"[lv]

آیات القرآنیه

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ[lvi] اور اسی نے مویشیوں کو پیدا کیا جن میں تمہارے لیے گرم لباس اور دوسرے بہت سے منافع ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔

وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَؤُوفٌ رَحِيمٌ[lvii] اور وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جہاں تم جان سکھائے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے، بیشک تمہارا رب بڑا شفیق اور نہایت رحم والا ہے۔

احادیثِ نبویﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لاَ تُصَرُّوا الإِبِلَ وَالغَنَمَ، فَمَنِ اشْتَرَاهَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ " [lviii] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اونٹوں اور بکریوں کے تھنوں میں (فروخت کرتے وقت دھوکہ دینے کے لیے) دودھ نہ روکو، جس شخص نے ایسا جانور خریدا تو دودھ دوہنے کے بعد اسے دو باتوں کا اختیار ہے، اگر چاہے تو اسے رکھ لے اور اگر چاہے تو اسے واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔"

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ لَغِبَ، فَأَرَادَ أَنْ يُسَيِّبَهُ، فَلَحِقَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا لِي وَضَرَبَهُ، فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ، قَالَ: "بِعْنِيهِ بِأُوقِيَّةٍ"، قُلْتُ: لاَ، ثُمَّ قَالَ: "بِعْنِيهِ"، فَبِعْتُهُ بِأُوقِيَّةٍ وَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلاَنَهُ إِلَى أَهْلِي[lix] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے ایک تھکے ہوئے اونٹ پر سوار جا رہے تھے اور انہوں نے اسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا، اتنے میں نبی کریم ﷺ ان سے آ ملے، آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور اونٹ کو (ہلکی سی) چھڑی ماری، تو وہ اس تیزی سے چلنے لگا کہ اس طرح پہلے کبھی نہ چلا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اونٹ میرے ہاتھ ایک اوقیہ میں بیچ دو"، میں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "اسے بیچ دو"، چنانچہ میں نے اسے ایک اوقیہ کے عوض بیچ دیا اور اپنے گھر تک اس پر سواری کا استثناء کر لیا۔

احناف کے نزدیک جانور خریدتے وقت اس کی صحت، اوصاف اور عیوب کی جانچ پڑتال کرنا بالکل جائز اور مستحسن ہے، اور اگر خریداری کے بعد جانور میں ایسا عیب ظاہر ہو جو خریدتے وقت موجود تھا تو خریدار کو "خیارِ عیب" کے تحت بیع فسخ کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔ **إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا وَلَمْ يَرَهُ أَوْ رَآهُ وَبِهِ عَيْبٌ لَمْ يَعْلَمْ بِهِ، فَلَهُ الْخِيَارُ إِذَا رَآهُ أَوْ عَلِمَ بِالْعَيْبِ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهُ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهُ**[lx] جب کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور اس نے اسے نہ دیکھا ہو، یا دیکھا ہو لیکن اس میں کوئی ایسا عیب ہو جس کا اسے علم نہ تھا، تو اسے دیکھنے یا عیب کا علم ہونے پر اختیار حاصل ہوگا؛ اگر چاہے تو اسے رکھے اور اگر چاہے تو واپس کر دے۔

جانور کی قوت اور صلاحیت کی جانچ کا شرعی جواز: "اسلامی شریعت میں تجارت اور خریدو فروخت کے معاملے میں بصیرت اور عقل مندی سے کام لینے کی تاکید کی گئی ہے تاکہ بعد میں کسی فریق کو نقصان نہ ہو۔ جانوروں کی خریداری میں اس کی جسمانی ساخت، قد و قامت اور اس کے چست اور فعال ہونے کا جائزہ لینا عینِ حکمت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خریداروں کو یہی ہدایت فرمائی کہ جانور کی صلاحیت اور اس کی ہمت کو پرکھ کر خریدا جائے تاکہ تجارتی مقاصد اور بار برداری کے کام احسن طریقے سے پورے ہو سکیں"۔[lxi]

تجارتی معاملات میں دھوکہ دہی کی ممانعت: "جانوروں کی خرید و فروخت کے وقت ان کے عیوب کو چھپانا یا ان کی ظاہری حالت کو مصنوعی طریقوں سے بہتر بنا کر پیش کرنا شرعاً حرام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تھنوں میں دودھ روک کر جانور بیچنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ خریدار کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔"[lxii]

جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی طاقت کا لحاظ: "جانور خریدتے وقت اور اس کے بعد اس کے استعمال میں اس کی طاقت اور برداشت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے یا انہیں بے جا ایذا دینے سے سختی سے منع کیا ہے۔ خریدار کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسا جانور منتخب

کرے جو اس کے مطلوبہ کام کی صلاحیت رکھتا ہو اور بعد میں بھی اس کی خوراک اور دیکھ بھال کا پورا حق ادا کرے۔"[lxiii]

بیع میں خیارِ عیب اور خریدار کے حقوق: "اگر خریدار جانور خرید لے اور بعد میں اس میں کوئی ایسا باطنی یا ظاہری عیب ظاہر ہو جو خریدتے وقت معلوم نہ تھا، تو شریعت نے خریدار کو خیارِ عیب کا حق دیا ہے جس کے تحت وہ جانور واپس کر کے اپنی رقم وصول کر سکتا ہے۔"[lxiv]

بحیثیتِ امیر عمرؓ سے امانت کے بارے میں پوچھا جائے گا

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: **"إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ وَلَّانِي أَمْرَكُمْ، وَقَدْ عَلِمْتُ أَنْفَعَ مَا بِحَضْرَتِكُمْ لَكُمْ، وَإِنِّي أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يُعِينَنِي عَلَيْهِ، وَأَنْ يَحْرُسَنِي عِنْدَهُ كَمَا حَرَسَنِي عِنْدَ غَيْرِهِ، وَأَنْ يُلْهِمَنِي الْعَدْلَ فِي قَسْمِكُمْ كَالَّذِي أَمَرَنِي بِهِ، وَإِنِّي امْرُؤٌ مُسْلِمٌ وَعَبْدٌ ضَعِيفٌ إِلَّا مَا أَعَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَنْ يُغَيِّرَ الَّذِي وُلِّيتُ مِنْ خِلَافَتِكُمْ مِنْ خُلُقِي شَيْئًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ، إِنَّمَا الْعَظَمَةُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَيْسَ لِلْعِبَادِ مِنْهَا شَيْءٌ، فَلَا يَقُولَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ: إِنَّ عُمَرَ تَغَيَّرَ مُنْذُ وَلِيَ، أَعْقِلُ الْحَقَّ مِنْ نَفْسِي وَأَتَقَدَّمُ وَأُبَيِّنُ لَكُمْ أَمْرِي، فَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ، أَوْ ظُلِمَ مَظْلَمَةً، أَوْ عَتَبَ عَلَيْنَا فِي خُلُقٍ فَلْيُؤْذِنِّي، فَإِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ فِي سِرِّكُمْ وَعَلَانِيَتِكُمْ وَحُرُمَاتِكُمْ وَأَعْرَاقِكُمْ، وَأَعْطُوا الْحَقَّ مِنْ أَنْفُسِكُمْ، وَلَا يَحْمِلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا عَلَى أَنْ تُحَاكِمُوا إِلَيَّ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ هَوَادَةٌ، وَأَنَا حَبِيبٌ إِلَيَّ صَلَاحُكُمْ، عَزِيزٌ عَلَيَّ عَنَتُكُمْ، وَأَنْتُمْ أُنَاسٌ عَامَّتُكُمْ حُضَّارٌ فِي بِلَادِ اللَّهِ، وَأَهْلُ بَلَدٍ لَا زَرْعَ فِيهِ وَلَا ضَرْعَ إِلَّا مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ إِلَيْهِ، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ وَعَدَكُمْ كَرَامَةً كَثِيرَةً، وَأَنَا مَسْئُولٌ عَنْ أَمَانَتِي وَمَا أَنَا فِيهِ، وَمُطَّلِعٌ عَلَى مَا يَحْضُرُنِي بِنَفْسِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَكِلُهُ إِلَى أَحَدٍ، وَلَا أَسْتَطِيعُ مَا بَعُدَ مِنْهُ إِلَّا بِالْأُمَنَاءِ وَأَهْلِ النُّصْحِ مِنْكُمْ لِلْعَامَّةِ، وَلَسْتُ أَجْعَلُ أَمَانَتِي إِلَى أَحَدٍ سِوَاهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ"**[lxv] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا، اُس میں ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا امیر بنا دیا ہے جتنی چیزیں تمہارے سامنے ہیں اُن میں سے جو چیز تمہیں سب سے زیادہ نفع دینے والی ہے میں اُسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس سب سے زیادہ نفع دینے والی چیز میں میری مدد کرے اور جیسے اور چیزوں میں میری حفاظت کر رہا ہے ایسے ہی اس میں بھی میری حفاظت فرمائے اور جیسے کہ اللہ نے عدل کرنے کا حکم دیا ہے، وہ مجھے تم لوگوں کی تقسیم میں عدل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ایک مسلمان آدمی اور کمزور بندہ ہوں لیکن اگر اللہ میری مدد فرمائے تو پھر کوئی کمزوری نہیں ہے۔ یہ امارت و خلافت جو مجھے دی گئی ہے یہ ان شاء اللہ میرے اچھے اخلاق کو نہیں بدل سکے گی اور عظمت اور بڑائی تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور بندوں کے لئے اس میں سے کچھ بھی نہیں لہٰذا تم میں سے کوئی آدمی ہرگز یہ نہ کہے کہ جب سے عمر امیر بنا ہے بدل گیا ہے۔ میں اپنے نفس کے حق کو خوب سمجھتا ہوں (یا میں اپنے بارے میں حق بات کو خوب سمجھتا ہوں) میں خود آگے بڑھ کر اپنی بات بیان کرتا ہوں لہٰذا جس آدمی کو کوئی ضرورت ہے یا اُس پر کسی نے ظلم کیا ہے اور یا ہماری بدخلقی کی وجہ سے اُسے ہم پر غصہ آیا ہوا ہے تو وہ مجھے بتادے کیونکہ میں بھی تم میں سے ایک آدمی ہوں۔ تم لوگ اپنے ظاہر اور باطن میں اور اپنی قابلِ احترام چیزوں اور آبرو میں اللہ سے ڈرتے رہو اور جو حقوق تمہارے اوپر ہیں تم انہیں ادا کرو اور تم ایک دوسرے کو اپنے مقدمات میرے پاس لے کر آنے پر آمادہ نہ کرو کیونکہ میرے اور لوگوں میں سے کسی کے درمیان نرمی یا طرفداری کا کوئی معاہدہ نہیں۔ تم لوگوں کی درستگی مجھے محبوب ہے اور تمہاری ناراضگی مجھ پر بہت گراں ہے۔ تم میں سے اکثر لوگ شہروں میں مقیم ہیں اور تمہارے علاقے میں نہ کوئی خاص کھیتی باڑی ہے اور نہ دودھ والے جانور زیادہ ہیں بس وہی غلے اور جانور یہاں ملتے ہیں جو اللہ تعالیٰ باہر سے لے آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت زیادہ اکرام کا وعدہ کیا ہوا ہے اور میں اپنی امانت کا ذمہ دار ہوں۔ امانت کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا لیکن امانت کا جو حصہ میرے سامنے ہے اُس کی دیکھ بھال تو میں خود کروں گا یہ کسی کے سپر د نہیں کروں گا لیکن امانت کا جو حصہ مجھ سے دور ہے، میں اس کی دیکھ بھال خود نہیں کر سکتا، اِسے سنبھالنے کے لئے میں تم میں سے ایسے لوگ استعمال کروں گا جو امانتدار ہیں اور عام لوگوں کے لئے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے ہیں اور ان شاء اللہ اپنی امانت ایسے لوگوں کے علاوہ اور کسی کے سپرد نہیں کروں گا۔"

حاکم کی ذمہ داری اور جواب دہی

«إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا»[lxvi] اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ « عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»**[lxvii] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس جو حکمران لوگوں پر مقرر ہے وہ نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں

جواب دہی ہوگی۔

فقہی نقطہ نظر: "**حاکم یا ولیُ الأمر** کی حیثیت امت کے لیے امین اور راعی کی ہے، اور بیت المال نیز امورِ مسلمین اس کے پاس امانت ہیں جن کے بارے میں اس سے شرعی و اخروی جواب دہی ہوگی۔"[lxviii]

حاکم کے لیے عدل کی اہمیت

«وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ»[lxix] اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ «عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا»**[lxx] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصاف کرنیوالے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر الرحمٰن کے دائیں جانب ہوں گے، اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل و عیال میں اور جن کے وہ انچارج بنائے جائیں ان میں عدل کرتے ہیں۔

بلا امتیاز عدل و انصاف کا قیام: عدل کا قیام کسی بھی اسلامی ریاست کا بنیادی ستون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں واضح فرمایا کہ ان کے اور لوگوں کے درمیان کسی قسم کی طرفداری یا رعایت نہیں ہوگی۔ اسلامی تاریخ میں حکمرانوں کے لیے عدل کی برتری کی ہمیشہ تاکید کی گئی ہے۔ "عدل و انصاف اسلام کا وہ بنیادی نظام ہے جس پر تمام انسانی معاشرے کی بقا کا انحصار ہے۔ قاضی یا حاکم کے لیے یہ بالکل جائز نہیں کہ وہ فیصلے کرتے وقت کسی شریف یا وضع دار کی رعایت کرے اور کسی کمزور یا غریب پر حد جاری کرنے میں نرمی برتنے کی کوشش کرے۔ قانون کی نظر میں سب کا برابر ہونا ہی وہ اصل حقیقت ہے جس سے کسی معاشرے میں امن، سکون اور اطمینان کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔"[lxxi]

اصلاحِ نفس اور خود احتسابی: حکمران اگر دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرے تو اس کی بات میں اثر اور اس کی حکومت میں خیر و برکت پیدا ہوتی ہے۔ حاکم کا خود آگے بڑھ کر اپنی غلطیوں یا کوتاہیوں پر نظر رکھنا ہی اس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ "سچا اور باکردار انسان وہی ہے جو اپنے نفس کا ہر لمحہ جائزہ لیتا رہے۔ جو شخص اپنی ذات کے عیوب پر نظر رکھتا ہے اور اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی فکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں برکت اور لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔"[lxxii]

اقتدار میں عاجزی اور انکسار: اقتدار اور عہدہ ملنے کے بعد تکبر اور غرور انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے، جبکہ عاجزی اور انکسار حاکم کے درجات کو بلند کرتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صراحت سے فرمایا تھا کہ امارت ان کے اخلاق کو نہیں بدل سکتی۔ "اسلامی حکومت میں حاکم وقت کوئی جبار یا متکبر شاہانہ انداز اختیار نہیں کرتا بلکہ وہ ایک عام مسلمان کی طرح عاجزانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ عہدہ و خلافت ملنے کے بعد اگر کسی کے اندر تواضع کے بجائے نخوت پیدا ہو جائے تو یہ اس کی اخلاقی شکست کی علامت ہے۔ سچی عظمت صرف اللہ رب العزت کی ذات کے لیے زیب دیتی ہے اور انسان کا کمال اسی میں ہے کہ وہ بندہ بن کر رہے۔"[lxxiii]

صالح اور امانت دار مشیروں کا انتخاب: کسی بھی نظامِ حکومت کو اچھے اور دیانت دار معاونین کے بغیر بہترین انداز میں نہیں چلایا جا سکتا۔ حاکم کے لیے دور دراز علاقوں اور نظم و نسق کو سنبھالنے کے لیے صالح مشیروں کا انتخاب ناگزیر ہوتا ہے۔ "حکمران کے لیے سب سے بڑا شرعی اور اخلاقی امتحان یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نظامِ حکومت کو چلانے کے لیے کن لوگوں کا انتخاب کرتا ہے۔ اگر وہ امانت دار، صالح اور عام خلقِ خدا کے لیے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے عمال اور وزراء مقرر کرے گا تو ریاست میں عدل و خیر پھیلے گا۔ اس کے برعکس بددیانت اور مفاد پرست مشیر حکومت اور قوم دونوں کے لیے تباہی کا باعث بنتے ہیں۔"[lxxiv]

ایک عام شخص کا احتساب اور حضرت عمرؓ کا جواب: ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری بات سنو اور اطاعت کرو۔ مجلس میں سے ایک عام صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے اور نہ اطاعت کریں گے، جب تک آپ یہ نہیں بتائیں گے کہ غنیمت کے کپڑوں میں سے سب لوگوں کو ایک ایک چادر ملی تھی، لیکن آپ کا قد لمبا ہے اور آپ کے جسم پر جو کرتہ ہے وہ ایک چادر سے نہیں بن سکتا، تو آپ کے پاس یہ اضافی کپڑا کہاں سے آیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غصہ ہونے کے بجائے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو آواز دی، جنہوں نے وضاحت کی کہ انہوں نے اپنے حصے کی چادر اپنے والد کو دے دی تھی تاکہ ان کا کرتہ بن سکے۔ "یہ واقعہ اس بات کی زبردست مثال ہے کہ فاروقِ اعظم نے اسلامی قیادت میں عام شہری کو بھی حاکمِ وقت سے سوال کرنے کا مکمل حق دیا اور خود کو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رکھ کر حساب دیا۔"[lxxv]

مہر کے متعلق حکم

حَدَّثَنَا الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: **"أَلَا لَا تُغَالُوا صُدُقَ النِّسَاءِ، قَالَ: فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ مَا أَصْدَقَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أُصْدِقَتْ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُبْخِلُ بِصَدَقَةِ امْرَأَتِهِ۔ وَقَالَ مَرَّةً: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُغَالِي بِصَدَقَةِ امْرَأَتِهِ، حَتَّى يَكُونَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ، وَيَقُولُ: كَلَّفْتَنِي إِلَيْكِ عَلَقَ الْقِرْبَةِ۔ قَالَ: وَكُنْتُ غُلَامًا عَرِبيًا مُوَلَّدًا لَا أَدْرِي مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ،** [lxxvi]

حضرت ابو العجفاء کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا: "غور سے سنو عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرر نہ کرو کیونکہ اگر مہر کا زیادہ ہونا نعمت یا عزت کی چیز ہوتی تو اللہ کے یہاں تقویٰ اور اسلام کا کام ہم سے زیادہ تو کوئی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حقدار ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی یا بیٹی کا مہر 12 اوقیہ یعنی 480 درہم سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا۔ تم لوگ بہت مہر مقرر کر لیتے ہو لیکن جب دینا پڑتا ہے تو دل میں اس عورت کی دشمنی محسوس کرتے ہو۔ تم مہر دیتے بھی ہو کیوں اس عورت سے کہتے ہو کہ دیکھو تیرے مہر کی وجہ سے مشکل بھی اٹھانی پڑی اور بہت مشقت بھی۔ "

اَلصَّدَاقُ: مَهْرُ الْمَرْأَةِ،[lxxvii] صداق سے مراد عورت کا مہر ہے۔ **اَلصَّدَاقُ: "مَهْرُ الْمَرْأَةِ، وَهُوَ مَا يُجْعَلُ لَهَا عِنْدَ النِّكَاحِ"**[lxxviii]صداق عورت کا مہر ہے جو نکاح کے وقت مال کی حیثیت سے اس کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ارشاد ہے کہ **اَلْمَهْرُ: مَالٌ يَجِبُ بِالنِّكَاحِ أَوِ الْوَطْءِ عَلَى الزَّوْجِ لِلزَّوْجَةِ**[lxxix] مہر وہ مال ہے جو نکاح یا ازدواج کی وجہ سے شوہر پر بیوی کے لیے واجب ہوتا ہے۔ **اَلْمَهْرُ: اِسْمٌ لِلْمَالِ الْوَاجِبِ عَلَى الزَّوْجِ بِالنِّكَاحِ**[lxxx] مہر اس مال کا نام ہے جو نکاح کے سبب شوہر پر واجب ہوتا ہے۔

مہر کی اقسام : 1۔ **مہر مسمی: فَالْمُسَمَّى: مَا سُمِّيَ فِي الْعَقْدِ،** مہر مسمی وہ ہے جو عقد نکاح کے وقت مقرر کیا جائے۔2۔**مہر مثل: وَ مَهْرُ الْمِثْلِ مَا يُقَدَّرُ بِمَهْرِ نِسَاءِ عَصَبَاتِهَا مِمَّنْ يُشْبِهْنَهَا**[lxxxi] ایسا مہر ہے جو عورت کے خاندان کی ہم مرتبہ خواتین کے مہر کے مطابق مقرر کیا جائے جو اس کے مشابہ ہوں۔

مہر معجل و مؤجل: وَالْمَهْرُ يَكُونُ مُعَجَّلًا وَيَكُونُ مُؤَجَّلًا وَالْمَرْجِعُ فِي ذَلِكَ إِلَى الشَّرْطِ أَوِ الْعُرْفِ[lxxxii] مہر معجل بھی ہوسکتا ہے اور مؤجل بھی، اور اس کی تعیین شرط یا رائج عرف کے مطابق ہوتی ہے۔

قرآن پاک کی روشنی میں مہر کا تصور:

اسلام میں مہر عورت کا شرعی حق، عزت کی علامت اور نفع مال مالی حق ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مہر کی ادائیگی کی تاکید کی ہے۔ **وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا**[lxxxiii] اور عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی سے ادا کرو، پھر اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں معاف کر دیں تو اسے خوشگواری کے ساتھ کھا سکتے ہو۔ **وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا** [lxxxiv] اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانا چاہو اور ایک کو خزانہ کا خزانہ دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا** [lxxxv] "اور شوہر دار عورتیں بھی تم پر حرام ہیں) سوائے ان کے جو (شیر جنگ میں) تمہارے ہاتھ آئیں، اللہ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیے ہیں، اور ان کے سوا جتنی عورتیں ہیں وہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض ان سے نکاح کرنا چاہو بشرطیکہ حصارِ نکاح میں لانے کے لیے ہو نہ کہ مستی نکالنے کے لیے، پھر ان میں سے جس عورت سے تم نے فائدہ اٹھایا ہو تو انہیں ان کے مقرر کیے ہوئے مہر دے دو، اور مہر مقرر ہونے کے بعد جس بات پر تم باہم راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔" **﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ﴾**[lxxxvi] "تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو بشرطیکہ ابھی تم نے انہیں ہاتھ نہ لگایا ہو اور نہ ان کا مہر مقرر کیا ہو، اور انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ (خرچہ) پہنچاؤ، مقدور والے پر اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگی والے پر اس کی حیثیت کے مطابق، یہ فائدہ دینا دستور کے مطابق ہو، (اور یہ) نیکوکاروں پر لازم ہے۔"

سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مہر کا تصور اور اس کی شرعی اہمیت:

عن عقبة بن عامر قال قال رسول اللهﷺ: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ، مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ»[lxxxvii] سب سے زیادہ پوری کیے جانے کے لائق وہ شروط ہیں جن کے ذریعے تم نے عورتوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے (یعنی عصمت)۔ **«لَهَا صَدَاقُ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ»**[lxxxviii] اس عورت کیلیے اس جیسی عورتوں کے برابر مہر ہے، نہ کم نہ زیادہ، اس کیلیے میراث ہے اور اس پر عدت بھی لازم ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها:«كانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِﷺ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا»[lxxxix] رسول اللہﷺ اپنی ازواجِ مطہرات کو بارہ اوقیہ اور ایک نش مہر دیتے تھے۔ **«اعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ»**[xc] اس (مہر میں) کچھ دو، اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو۔

امہات المؤمنین کے مہر کی مقدار:

عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، أنه قال: سألت عائشة زوج النبيﷺ: «كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا، قَالَتْ: أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللهِﷺ لِأَزْوَاجِهِ»[xci] حضرت ابو سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہﷺ کی ازواجِ مطہرات کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: آپﷺ نے بارہ اوقیہ اور نش مہر دیا تھا، پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم کو معلوم ہے نش کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: آدھا اوقیہ (یعنی بیس درہم) اس طرح کُل مہر پانچ سو درہم ہوا، یہ ازواجِ مطہرات کا مہر تھا ۔

حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا نکاح:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِﷺ: أَعْطِهَا شَيْئًا. قُلْتُ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟ قَالَ: فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا[xcii] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب میرا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو رسول اللہﷺ نے فرمایا: اسے کوئی چیز مہر دو۔ میں نے عرض کیا: میرے پاس کچھ نہیں۔ آپﷺ نے فرمایا: تمہاری خطمی زرہ کہاں ہے؟ میں نے وہ زرہ انہیں دے دی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کا واقعہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَآنِي رَسُولُ اللَّهِﷺ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ. فَقَالَ: مَهْيَمْ؟ أَوْ مَا هَذَا؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ: فَمَا أَصْدَقْتَهَا؟ قَالَ: نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ[xciii] حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں: رسول اللہﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف پر زردی دیکھی تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپﷺ نے پوچھا: کیا مہر دیا؟ انہوں نے کہا: ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ آپﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہی ہو۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہر غلو سے منع فرمایا:

عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: أَلَا لَا تُغَالُوا فِي صَدَاقِ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّﷺ. مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللَّهِﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ، وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً [xciv] ابوالعجفاء سلمیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: خبردار! عورتوں کے مہروں میں بہت زیادہ اضافہ نہ کرو، کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی علامت ہوتا تو رسول اللہﷺ اس کے زیادہ مستحق ہوتے۔ رسول اللہﷺ نے اپنی کسی زوجہ کو بارہ اوقیہ اور ایک نش (تقریباً پانچ سو درہم) سے زیادہ مہر نہیں دیا اور نہ آپ کی کسی بیٹی کا مہر اس سے زیادہ رکھا گیا۔

رجم کے احکام

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ« :**إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا، فَرَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ. فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ. وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ الْحَمْلُ، أَوِ الِاعْتِرَافُ. وَايْمُ اللَّهِ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ؛ لَكَتَبْتُهَا" :الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ"، فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا»"**[xcv] حضرت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (مسجد نبوی میں) خطبہ دیا اور فرمایا" :اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل کی۔ اللہ کی نازل کردہ آیات میں سے 'آیتِ رجم' بھی تھی۔ ہم نے اس کی تلاوت کی، اسے یاد رکھا اور اسے اچھی طرح سمجھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی (زانی محصن کو) رجم فرمایا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ اب مجھے یہ خوف ہے کہ اگر ایک طویل زمانہ گزر گیا تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہہ دے کہ 'ہمیں اللہ کی کتاب میں رجم کا ذکر نہیں ملتا'، اور اس طرح لوگ اللہ کے نازل کردہ ایک فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں۔ یاد رکھو! اللہ کی کتاب کے مطابق ہر اس شادی شدہ مرد اور عورت پر رجم کا حکم برحق ہے جو زنا کا مرتکب ہو، جبکہ اس پر شرعی گواہی قائم ہو جائے، یا حمل ظاہر ہو جائے، یا وہ خود اعتراف کر لے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ 'عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا ہے' تو میں اسے قرآن مجید کے مصحف میں لکھ دیتا' :بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت (یعنی شادی

شدہ) جب زنا کریں تو ان دونوں کو لازماً سنگسار کر دو'، کیونکہ ہم نے خود اس کی تلاوت کی ہے۔"

حرمت زنا کے بارے میں فرامینِ الٰہی:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا[xcvi] اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بہت بے حیائی کا کام اور بہت برا راستہ ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ[xcvii] زنا کرنیوالی عورت اور زنا کرنیوالا مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، اور اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر رحم دلی تمہیں نہ گھیرے، اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو۔

احادیث کی روشنی میں زنا کی ممانعت

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ[xcviii] زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ کامل ایمان والا نہیں رہتا۔

خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ، وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ[xcix] مجھ سے حکم لے لو، مجھ سے حکم لے لو، اللہ نے ان عورتوں کے لیے راستہ بنا دیا ہے؛ غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، اور شادی شدہ مرد و عورت کے لیے سو کوڑے اور رجم ہے۔

حدود اللہ کیا ہیں؟ حد کے لغوی معنی: روکنا، منع کرنا، دو چیزوں کے درمیان حد قائم کرنا۔[c] **اصطلاحی معانی:** وہ مقرر کردہ سزائیں ہیں جو شریعت نے متعین کی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب ہوتی ہیں۔[ci]

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا[cii] یہ اللہ کی حدود ہیں، پس ان سے تجاوز نہ کرو۔ **وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ**[ciii] اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے تو اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔**وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ**[civ] اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے تو اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اللہ اسے آگ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کیلیے رسوا کن عذاب ہے۔

رجم کی شرعی تعریف: الرَّجْمُ عُقُوبَةُ الزَّانِي الْمُحْصَنِ، وَهُوَ قَتْلُهُ بِرَمْيِهِ بِالْحِجَارَةِ، وَقَدْ ثَبَتَ بِالْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ[cv]
رجم محصن زانی کی سزا ہے، یعنی اسے پتھروں سے مار کر ہلاک کرنا، اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

محصن اور غیر محصن کا مفہوم:

محصن: وہ آزاد مسلمان جو مکلف ہو اور نکاحِ صحیح کے ساتھ کم از کم ایک ہی مرتبہ اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔ ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو اسے رجم یعنی سنگسار کیا جائے (یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا)۔ [cvi]

غیر محصن: ایسا شخص جس نے کبھی شادی نہ کی ہو یا اگر شادی کی ہو تو حکومت سے پہلے زنا کا ارتکاب کرے، اس کی شرعی سزا سو کوڑے مارنا یا جلا وطنی ہے۔[cvii]

احصان کی وضاحت:حدِ زنا کے ضمن میں محصن شخص کی سزا رجم ہے اور غیر محصن کی سزا کوڑے۔ زنا کے باب میں جو احصان ہے، اسکی سات شرائط ہیں۔

1. آزاد ہو	**2.** عاقل ہو	**3.** بالغ ہو	**4.** مسلمان ہو
5. اس کا نکاح صحیح ہو چکا ہو		**6.** نکاح کے بعد بیوی سے ازدواجی تعلق قائم ہو چکا ہو	
7. میاں بیوی نکاح کے بعد ازدواجی تعلق کے وقت صفتِ احصان کے ساتھ متصف ہوں[cviii]			

غامدیہ عورت کا واقعہ:

عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ الأَسْلَمِيِّ قَالَ: جَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي، فَرَدَّهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ[cix] حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غامد قبیلے کی ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، مجھے پاک کر دیں۔ آپ نے اسے واپس لوٹا دیا پھر آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا، اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

رجم کی سزا کی حکمت و اہمیت:

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک حدِ رجم کا مقصد محض سزا دینا نہیں بلکہ معاشرے میں عفت و پاکدامنی کا تحفظ، خاندانی نظام کی حفاظت اور نسب کے اختلاط کو روکنا ہے۔ اسلامی شریعت میں زنا ایک سنگین جرم ہے، اس سے خاندان، معاشرہ اور اخلاقی اقدار پامال ہوتی ہیں۔

شریعتِ اسلامیہ ایک طرف زنا کی سخت مذمت کرتی ہے، دوسری طرف اس سنگین جرم کو ثابت کرنے کے لیے

انتہائی سخت شرائط مقرر کیں۔ چار عادل گواہ، مجرم کا اقرار وغیرہ۔ اسلامی قانون میں حدود کا نفاذ صرف بااختیار اسلامی حکومت اور ریاست کی ذمہ داری ہے، کسی فرد یا گروہ کو خود سے سزا نافذ کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔ مکمل قانونی نظام، سخت معیارِ ثبوت، اور عدل و انصاف کے اصولوں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

کلالہ کیا ہے؟

"عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَذَكَرَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: **"أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا هُوَ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنَ الْكَلَالَةِ، مَا رَاجَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ"**[cx] حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا، اس کے بعد فرمایا" **:امابعد! میں اپنے بعد کوئی ایسا معاملہ نہیں چھوڑ کر جا رہا جو میرے نزدیک کلالہ کے معاملے سے زیادہ اہم ہو۔ میں نے کسی مسئلے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بار رجوع نہیں کیا جتنی بار کلالہ کے بارے میں کیا،**

"الْكَلَالَةُ: مَنْ لَا وَلَدَ لَهُ وَلَا وَالِدَ"،[cxi] کلالہ وہ شخص ہے جس کا نہ والد ہو اور نہ اولاد۔

قرآن کریم میں کلالہ کا بیان:

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ "[cxii] اور اگر کوئی مرد یا عورت کلالہ ہو اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ ایک تہائی میں شریک ہوں گے، وصیت کے بعد جو کی جائے یا قرض کی ادائیگی کے بعد بشرطیکہ نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا، بردبار ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ[cxiii] لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے: اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لیے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے، اور وہ بھائی اس کا وارث ہوگا اگر اس بہن کی اولاد نہ ہو۔ اگر دو بہنیں ہوں تو ان کے لیے چھوڑے ہوئے مال کا دو تہائی ہے، اور اگر بہن بھائی دونوں ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا۔ اللہ تمہارے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں کلالہ کا ذکر:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَوَجَدَانِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ، فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ"[cxiv] حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ میری عیادت کے لیے پیدل تشریف لائے۔ آپ نے مجھے بے ہوش پایا، وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے ہوش آگیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے مال کے بارے میں کیا فیصلہ کروں؟ آپ نے اس وقت کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیتِ میراث نازل ہوئی۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ، وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ: (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) [cxv] حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: آخری نازل ہونے والی سورتوں میں سے سورۃ براءۃ ہے اور آخری نازل ہونے والی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے: "لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے"۔

کلالہ کی میراث کی تقسیم:

کلالہ اس میت کو کہتے ہیں جس کے پسماندگان میں نہ تو اصول ہوں (والد، دادا وغیرہ) نہ فروع ہوں (بیٹا، بیٹی)۔ اس کی میراث حقوقِ متقدمہ (ادائے قرض اور انفاذِ وصیت) کے بعد تقسیم ہوگی۔

کلالہ کی وراثت کی تقسیم سورۃ النساء کی آیت 176 میں اللہ عزوجل نے بیان فرمادی ہے۔ تفاسیر کی روشنی میں اس کی مزید تفصیلات درج ذیل ہیں:

1. کلالہ کے حقیقی بہن بھائی ہوں اور سوتیلے بھی ہوں تو ایسی صورت میں سوتیلے بہن بھائی میراث سے محروم رہیں گے اور اگر حقیقی بہن بھائی نہ ہوں تو سوتیلوں میں میراث تقسیم ہوگی۔

2. کلاله (مرد) ہو تو اس کی بیوہ کو کل جائیداد کا چوتھا (4/1) حصہ ملے گا۔ مرحوم کی بیوہ کو کل ترکے سے حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ جائیداد شرعی ورثاء میں تقسیم ہوگی۔
3. کلاله (عورت) کے شوہر کو 2/1 (آدھا) مال وراثت میں ملے گا، باقی نصف مال دوسرے شرعی ورثاء میں تقسیم ہوگا۔
4. کلاله کی صرف ماں ہو اور بہن بھائی نہ ہوں تو ماں کو ایک تہائی (3/1) ملے گا اور اگر بہن بھائی موجود ہوں تو ماں کا حصہ چھٹا (6/1) حصہ بنتا ہے۔
5. اگر ایک بہن ہو تو اسے نصف (2/1) حصہ ملے گا۔ اگر ایک سے زائد بہنیں ہوں تو انہیں کل ترکے کا دو تہائی (3/2) حصہ ملے گا۔
6. کلاله کے بہن کے ساتھ بھائی بھی ہوں تو بھائی کو دوگنا ملے گا (بھائی کا حصہ دو بہنوں کے برابر ہوگا)۔
7. اگر صرف بھائی ہو، کوئی بہن نہ ہو، تو دیگر حصہ داروں کو ان کا مقررہ حصہ دے کر باقی مال بھائی کو بطورِ عصبہ ملے گا۔

(عصبہ وہ وارث ہے جو اصحابِ فروض کو ان کے حصے دینے کے بعد باقی مال لیتا ہے، اگر کوئی صاحبِ فرض نہ ہو تو وہ پورا مال لے لیتا ہے)۔ [cxvi]

مسئلہ کلاله کے متعلق حضرت عمرؓ کی خواہشیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: ثَلَاثٌ لَأَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ بَيَّنَهُنَّ لَنَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا: الْكَلَالَةُ، وَالْخِلَافَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا[cxvii] حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: تین مسائل ایسے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ان کے بارے میں واضح حکم دے دیتے تو مجھے دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتا: 1۔ کلاله، 2۔خلافت، 3۔ سود کے بعض ابواب

حضرت عمرؓ کے کلاله کے متعلق واقعہ کی وضاحت:

حضرت عمر بن خطابؓ کلاله کے مسئلے کو فقہِ میراث کے مشکل ترین مسائل میں شمار کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے اس بارے میں متعدد مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سورۃ النساء کی آخری آیت، جسے آیتِ کلاله کہا جاتا ہے، کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ یہی آیت اس مسئلے کے لیے کافی ہے۔ رسول اللہﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ نے اس مسئلے پر مزید غور و فکر کیا۔ ابتداء میں آپ کے سامنے بعض اشکالات تھے، لیکن بعد میں آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے کو اختیار کیا کہ **کلاله وہ شخص ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ والد۔**

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أُخَالِفَ أَبَا بَكْرٍ فِي الْكَلَالَةِ[cxviii] مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں کلاله کے مسئلے میں حضرت ابو بکرؓ کی رائے کی مخالفت کروں۔

مصادر و مراجع

---

i علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برھان پوریؒ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، (ترجمہ: مولانا مفتی احسان اللہ شائق) جلد: 2، ص: 232

ii شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج: 1، ص: 671

iii القرآن مجید، سورۃ الروم ، آیت: 39

iv القرآن مجید، سورۃ النساء ، آیت: 161

v القرآن مجید، سورۃ آل عمران ، آیت: 130

vi القرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: 275

vii القرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: 276

viii القرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: 277

ix القرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت: 278

x صحیح بخاری، " كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ"، "بَابُ تَأْلِيفِ القُرْآنِ"، حدیث: 4993

xi صحیح مسلم، " كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ"، " بَابُ لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ"، حدیث:4098

xii ابن کثیر، البدایہ و النہایہ ، مؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير(لقب عماد الدین)،ترجمہ: مولانابو طلحہ محمد اصغر مغل، مولانا محمد اسلم قاری شہداد پوری، دارالاشاعت، اردو بازار، جناح روڈ، کراچی، سن اشاعت:2008ء، ج: 7، ص: 55

xiii امام احمد، مسندِ احمد، مولف: امام احمد بن حنبلؒ،(مترجم: مولانا محمد ظفر اقبال، ناشر: مکتبہ رحمانیہ، لاہور)، جلد: 1، ص: 51

xiv ظفر احمدعثمانی ، اعلاء السنن، ادارۃ القرآن والعلوم الإسلامیہ، کراچی، ج: 17، ص: 342

xv القرآن مجید، سورۃ الحج، آیت: 23

xvi القرآن مجید، سورۃ الدخان، آیت: 53

xvii القرآن مجید، سورۃ الکہف، آیت: 31

xviii صحیح بخاری، " كِتَابُ اللِّبَاسِ"، " بَابُ لُبْسِ الحَرِيرِ وَافْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ، وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ"، حدیث: 5832

xix صحیح بخاری، " كِتَابُ اللِّبَاسِ"، " بَابُ لُبْسِ الحَرِيرِ وَافْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ، وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ"، حدیث: 5839

xx ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، "كِتَابُ اللِّبَاسِ"، "بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ"، حدیث:3595

xxi صحیح مسلم، کتاب كِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ"، "باب تحریم لبس الحریروغیر ذالک للرجال"، حدیث 5401

xxii ابن عساکر، کنز العمال، جلد:8، ص:293

xxiii الحسین بن محمد فیروزآبادی، القاموس المحیط، ج:1، ص:459

xxiv صحیح مسلم، "كِتَابُ النِّكَاحِ"، "بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ"، حدیث: 1405

xxv قرآن کریم، سورت النساء، آیت:24

xxvi الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر طبری ، جَامِعُ الْبَيَانِ عَنْ تَأْوِيْلِ آيْ الْقُرْآنِ تَفْسِيْرُ الطَّبْرِيِّ، (دار الحدیث، قاہرہ)، ج:4،ص:195-197

xxvii مسلم، صحیح مسلم، " كِتَابُ النِّكَاحِ "، "بَابُ فِيْ التَّحْرِيمِ بَعْدَ الْإِذْنِ بِالْمُتْعَةِ"، ح: 1400

xxviii احمد بن حنبل، مسند احمد، "بَابُ فِيْ الْمُتْعَةِ"، ح: 15079

xxix بخاری، صحیح بخاری، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ فِيْ التَّحْرِيمِ بَعْدَ فَتْحَ مَكَّةَ، ح:5220

xxx مسلم، صحیح مسلم، " كِتَابُ النِّكَاحِ "، بَابُ فِيْ التَّحْرِيمِ الْمُتْعَةِ"، ح: 1405

xxxi علامه علاء الدين على متقى بن حسام الدين،كنز العمال فى سنن الاقوال و الافعال (اردو ترجمه) ، مترجم: مولانا مفتى احسان الله شائق، ج:8، ص:292

xxxii ابن منظور الافريقى، لسان العرب ، (الناشر: دار المعارف ، القاهرة)، مادة: "أ م و"، ص:292

xxxiii امام علاء الدين كاسانى، كتاب بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع ، ، (ناشر: دار الكتب العلميه، بيروت، لبنان) ، "كتاب العتق"، باب: أَحْكَامُ الْإِمَاءِ"، ج: 7

xxxiv القرآن الكريم، سورت النساء، آيت:3

xxxv القرآن الكريم، سورت النساء، آيت:24

xxxvi القرآن الكريم، سورت النساء، آيت:25

xxxvii القرآن الكريم، سورت المؤمنون ، آيت:6

xxxviii القرآن الكريم، سورت الأحزاب ، آيت:50

xxxix القرآن الكريم، سورت النور، آيت:33

xl القرآن الكريم، سورت النور، آيت:32

xli صحيح مسلم ،"كتاب الحج"، "باب حجة الوداع"، حديث:1218

xlii صحيح بخارى، " كِتَابُ النِّكَاحِ"، "اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ، وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا"، حديث:5083

xliii مشكوة المصابيح، " كِتَابُ الإيمان" ، حديث: 11

xliv القرطبیؒ ، تفسير القرطبى ، روايت:6، ص:315

xlv صحيح مسلم، " كِتَابُ الإيمان، باب: حقوق المماليك" ، حديث: 1657

xlvi صحيح بخارى ، " كِتَابُ كَفَّارَاتِ الأَيْمَانِ"، "بَابُ صَاعِ المَدِينَةِ، وَمُدِّ النَّبِيِّ ﷺوَبَرَكَتِهِ، وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ المَدِينَةِ مِنْ ذَلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ" ، حديث: 6715
أيضاً صحيح مسلم، "كِتَابُ العِتْقِ"،" بَابُ فَضْلِ العِتْقِ"، حديث: 1509

xlvii القرآن الكريم، سورت البلد، آيت:13

xlviii القرآن الكريم، سورت النور، آيت:33

xlix القرآن الكريم، سورت النساء ، آيت:25

l صحيح بخارى، " كِتَابُ العِتْقِ"، "بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «العَبِيدُ إِخْوَانُكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ"، حديث:2545

li محمد بن جرير الطبري، تاريخ الرسل والملوك (تاريخ الطبري)، دار المعارف، القاهرة، مصر، جلد: 3، ص: 282 علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، جلد: 4، ص: 125، حديث: 9812

lii مولوى وحيد الزماں، القاموس الجديد (عربی سے اردو)، كتب خانه رشيديه، لاہور، جلد: 1، ص: 348

liii ابن رشد اندلسى، (مترجم: مولانا صدر الدين اصلاحى)، بداية المجتهد، مكتبه معارف القرآن، كراچى، جلد: 2، ص: 105

liv مفتى محمد شفيع عثمانى، معارف القرآن، ادارة المعارف، كراچى، جلد: 1، ص: 228

lv سيد سابق، (مترجم: مولانا محمد عبد الحليم قاسمى)، فقه السنة، مكتبه برہان، لاہور، جلد: 3، ص: 12

lvi قرآن كريم، سورة النحل، آيت: 5

lvii قرآن كريم، سورة النحل، آيت: 7

lviii صحيح بخارى، "كِتَابُ بُيُوعِ"، "بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ أَنْ لاَ يَحْفِلَ الإِبِلَ وَالبَقَرَ وَالغَنَمَ"، حديث: 2148

lix صحيح بخارى، "كِتَابُ الشُّرُوطِ"، "بَابُ الشَّرْطِ فِي الْبَيْعِ"، حديث: 2718

lx برہان الدين المرغينانى، (مترجم: مولانا عبد الحليم قاسمى)، الهداية شرح بداية المبتدي، مكتبه شركت علميه، ملتان، جلد: 3، ص: 38

lxi ابن رشد اندلسی، (مترجم: مولانا صدر الدین اصلاحی)، بدایة المجتہد، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، جلد: 2، ص: 142

lxii سید سابق، (مترجم: مولانا محمد عبد الحلیم قاسمی)، فقہ السنة، مکتبہ برہان، لاہور، جلد: 3، ص: 48

lxiii مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، جلد: 5، ص: 312

lxiv مولانا محمد منظور نعمانی، معارف الحدیث، دار الاشاعت، کراچی، جلد: 6، ص: 115

lxv علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، ج: 5، ص: 683 محمد بن جرير الطبري، تاريخ الأمم والملوك (تاريخ الطبري)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ج: 2، ص: 572

lxvi قرآن کریم، سورۃ النساء، آیت: 58

lxvii صحیح بخاری، كِتَابُ الأَحْكَامِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ، حدیث: 7138

lxviii امام ابوبکر جصاص، احکام القرآن، دار احیاء التراث العربي، بیروت، لبنان، جلد: 3، ص: 175

lxix قرآن کریم، سورۃ النساء، آیت: 58

lxx صحیح مسلم، كِتَابُ الْإِمَارَةِ، بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، حدیث: 1827

lxxi علامہ شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ جمال، اردو بازار لاہور، جلد: 2، ص: 215

lxxii ابو الحامد محمد بن محمد الغزالی، (مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاروی)، کیمیائے سعادت، پروگریسو بکس، اردو بازار لاہور، جلد: 1، ص: 88

lxxiii سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی ریاست، اسلامک پبلیکیشنز، منسفیلڈ روڈ لاہور، جلد: 1، ص: 130

lxxiv قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمة للعالمین، مرکز القادسیہ، لاہور، جلد: 3، ص: 95

lxxv محمد حسین ہیکل، (مترجم: چوہدری محمد اصغر)، الفاروق عمر، علمی کتب خانہ، لاہور، جلد: 1، ص: 265۔

lxxvi أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل ، ص:1382

lxxvii مجمع اللغة العربية، المعجم الوسيط، دار الدعوة قاهرة، ج 1، ص:520

lxxviii مرتضى الزبيدي، تاج العروس من جواهر القاموس، ج 25، ص:11، دار الهداية

lxxix علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج 2، ص:274، دار الكتب العلمية، بيروت

lxxx محمد امین بن عمر ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، جلد 3، ص:142، دار الفکر، بیروت

lxxxi بیران الدین المرغینانی، الہدایہ، ج 2، ص:331، دار احیاء التراث العربی، بیروت

lxxxii محمد امین بن عمر ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، جلد 3، کتاب النکاح، باب المہر، دار الفکر، بیروت

lxxxiii قرآن کریم، النساء، آیت:4

lxxxiv قرآن کریم، النساء، آیت:20

lxxxv قرآن کریم، النساء، آیت:24

lxxxvi قرآن کریم، البقرۃ، آیت:236

lxxxvii صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: الشروط فی النکاح، حدیث: 5151

lxxxviii سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب: فیمن تزوج ولم یسم صداقاً حتی مات، حدیث: 2116

lxxxix صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب: الصداق، حدیث: 1426

xc صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: التزویج علی القرآن وبغیر صداق، حدیث: 5121

xci صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب: الصداق، ج: 4، ص: 144، حدیث: 1426، طباعت: دار الطباعة العامرة

xcii سنن النسائی، کتاب النکاح، باب: الصداق المال، حدیث نمبر 3375

xciii صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: الولیمة ولو بشاة، حدیث نمبر 5155

xciv سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب: باب فی الصداق، حدیث: 2016

xcv علامہ علاؤ الدین علی بن حسام الدین المتقي الهندی، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، مؤسسة الرسالة، بیروت، لبنان، جلد:5، ص: 442 (حدیث: 13554)

xcvi قرآن کریم، سورۃ الاسراء، آیت: 32

xcvii قرآن کریم، سورة النور، آیت: 2
xcviii صحیح بخاری، "كِتَابُ الْحُدُودِ"، "بَابُ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ"، حدیث: 6810
xcix صحیح مسلم، "كِتَابُ الْحُدُودِ"، "بَابُ حَدِّ الزِّنَى"، حدیث: 1690
c ابن منظور، لسان العرب، مادہ: حدد، جلد: 3، صفحہ: 140، ناشر: دار صادر، بیروت
ci ابن قدامہ، المغنی، جلد: 9، کتاب الحدود
cii قرآن کریم، سورة البقرة، آیت: 229
ciii قرآن کریم، سورة الطلاق، آیت: 1
civ قرآن کریم، سورة النساء، آیت: 14
cv وهبة الزحيلي، الفقه الإسلامي وأدلته، دار الفكر، دمشق، سوريا، جلد: 7، ص: 5350
cvi الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، جلد: 7، ص: 34
cvii النووي، المجموع شرح المهذب، دار الفكر، بيروت، لبنان، جلد: 20، ص: 18
cviii ابن قدامة المقدسي، المغني، دار الفكر، بيروت، لبنان، جلد: 9، ص: 41
cix صحیح مسلم، "كِتَابُ الْحُدُودِ"، "بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى"، حدیث: 1695
cx علامہ علاؤ الدین علی بن حسام الدین المتقی الھندی، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، مؤسسة الرسالة، بیروت، لبنان، حدیث: 31548، جلد: 11، ص: 288
cxi احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، علامہ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الفرائض، ج 12، ص 24، دار المعرفة، بیروت
cxii قرآن کریم، سورة النساء، آیت:12
cxiii قرآن کریم، سورة النساء، آیت:176
cxiv صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب: میراث الکلالة، حدیث: 6736
cxv صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: یستفتونك قل الله یفتیكم في الكلالة، حدیث: 4605
cxvi ابن کثیر، عماد الدین، حافظ، تفسیر القرآن العظیم، جلد: 1، باب: تفسیر سورة النساء، دار طیبة، ریاض
cxvii سنن ابن ماجه، کتاب الفرائض، باب الکلالة، حدیث: 2727
cxviii عبد الرزاق، مصنف، کتاب الفرائض، باب: الکلالة، جلد: 10، صفحہ: 304